مسائل و احکام

عُشر و زکوٰۃ

مرتب

حافظ عبدالوحید الحنفی

سلسلہ اشاعت نمبر 88

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

یا اللہ مدد

صلی کلمہ اسلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

حق چار یار

مسائل واحکام

عُشر وزکوٰۃ

زرعی زمین • مال • مویشی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 88

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

☆☆☆☆

نام کتاب: مسائل واحکام عُشر وز کوٰۃ — سلسلۂ اشاعت: 88 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبد الوحید الحنفی آوڈھروال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 32 — قیمت: 40 روپے

ٹائٹل وکمپوزنگ: ظفر ملک، **النور** مینجمنٹ، چکوال 0334-8706701

طباعت: 11 رمضان المبارک 1444ھ 2 اپریل 2023ء بروز اتوار

ناشر: مرحبا اکیڈمی، بن حافظ جی، ضلع میانوالی 0302-5104304

ملنے کے پتے:

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

کشمیر بک ڈپو — تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

عبد الوحید الحنفی

فہرست عنوانات

مسائل واحکام عُشر وز کوٰۃ 3

قرآن مجید وحدیث کی روشنی میں (یعنی پیداوار کی زکوٰۃ) 3

زکوٰۃ اور عُشر کے مستحقین کا بیان 5

عُشر کے ضروری مسائل 6

مسئلہ نمبر 1 6

مسئلہ نمبر 2 7

مسئلہ نمبر 3 7

مسئلہ نمبر 4 7

مسئلہ نمبر 5 8

مسئلہ نمبر 6 8

مسئلہ نمبر 7 8

مسائل واحکام زکوٰۃ 9

مسائل زکوٰۃ 11

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے 18

جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان 23

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان 24

گائے اور بھینس کا نصاب زکوٰۃ 25

اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب 27

بکری بھیڑ کا نصاب زکوٰۃ 28

زکوٰۃ کے متفرق مسائل 30

☆☆☆☆

مسائل واحکام عُشروزکوٰۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِی کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

قرآن مجید وحدیث کی روشنی میں (یعنی پیداوار کی زکوٰۃ)

برادران اہل السنت والجماعت ! عُشر کی اہمیت اور اس کی دینی ضروریات کے پیش نظر عامتہ المسلمین کی خدمت میں اختصار کے ساتھ کچھ مسائل عُشر پیش کئے جاتے ہیں۔

زکوۃ اور قربانی کو تو عموماً لوگ مالی عبادت سمجھ کر ادا کرتے ہیں مگر پیداوار پر عُشر میں عموماً کوتاہی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ عُشر کا ثبوت قرآن وحدیث اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

(۱) كُلُوا مِنْ ثَمَرِهٖٓ إِذَآ أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ [1]

(ترجمہ) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کھاؤ اور جس دن فصل کاٹو اللہ تعالیٰ کا

---

[1] سورۃ الانعام آیت ۱۴۱

حق اس میں سے ادا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

(۲) یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ [1]

(ترجمہ) اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے ستھری یعنی پاکیزہ چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اور اُس پیداوار میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

(۱) مَا سَقَتْه السَّمَاءُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ وَ مَا سُقِيَ بِغَرْبٍ اَوْ دَالِبَةٍ فَفِيْهِ نِصْفُ الْعُشْرِ

(ترجمہ) جو زمین آسمانی پانی سے سیراب ہو اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ اور جس کو ڈول یا رہٹ کے ذریعہ سیراب کیا جائے اس میں بیسواں حصہ واجب ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

(۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰه بْنِ عُمَرٌ عَنِ النَّبِي صَلَّى اللّٰه عَلَيْه وَسَلَّمْ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ

---

[1] سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۷

عَشَرِیاً، العشر وَمَا سَقَی بِالتضح نِصفُ العُشر [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس چیز کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا ہو یا از خود پیدا ہوا ہو (بشرطیکہ اس کی حفاظت کی جائے اور اس کو بچا جائے اور دوسروں کو اس سے منع کیا جائے) تو اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جس زمین کو بیلوں یا اونٹوں کے ذریعے کنوئیں سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ واجب ہوتا ہے۔

زکوۃ اور عُشر کے مستحقین کا بیان

حق سبحانہ وتعالیٰ نے زکوۃ و عُشر کے مصارف بیان فرما دیئے ہیں کہ کن لوگوں کو زکوۃ کا مال لینے کا حق حاصل ہے۔ اس کی پوری تفصیل اس آیت میں کر دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَالۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِي الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِي سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ فَرِیۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ○ [2]

(ترجمہ) صدقہ کے مال تو صرف فقیروں [۱] اور مسکینوں [۲] کے لئے ہیں

---

[1] البخاری بحوالہ مشکوۃ ص ۱۵۹
[2] سورۃ التوبہ آیت نمبر ۶۰

اور عاملوں [۳] کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیف قلوب [۴] کی جائے اور غلاموں [۵] کی آزادی میں (خرچ کرنے کے لئے) اور قرض داروں [۶] کے (قرض) ادا کروانے کے لئے اور اللہ کی راہ [۷] میں جہاد (خرچ کرنے کے لئے) اور مسافر [۸] کے لئے۔ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے اور بڑی حکمت والے ہیں۔

لفظ ''عُشر'' کا معنی دسواں حصہ ہے مگر حدیث شریف میں نبی کریم علیہ السلام نے اس کی جو تفصیلات بیان فرمائی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بارانی زمین ہو کہ بارش، دریا یا قدرتی چشمہ سے سیراب کی جاتی ہو تو پیداوار اٹھنے کے وقت اس پر دسواں حصہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دینا واجب ہوتا ہے اور اگر زمین کو خود سیراب کیا جاتا ہو یعنی کنوئیں، ٹیوب ویل یا ان نہروں سے جن کا آبیانہ حکومت کو ادا کیا جاتا ہو اس قسم کی زمین کی پیداوار میں بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہے۔

عُشر کے ضروری مسائل

مسئلہ نمبر 1

جب پیداوار حاصل ہو اور عُشر لازم ہو جائے تو عُشر فوراً ادا کر دینا چاہیے۔ عُشر کی ادائیگی میں بلا عذر تاخیر مکروہ تحریمی اور گناہ ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا کوئی نصاب نہیں بلکہ پیداوار

کم ہو یا زیادہ، اس پر عُشر واجب ہے۔ مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی عُشر واجب ہے، عُشر کا تعلق فصل کے اگنے سے ہے چاہے ایک بار اُگے یا بار بار ہر مرتبہ اس پر عُشر واجب ہو گا۔

مسئلہ نمبر 2

مزارعت (زمین بٹائی پر دینے) کی صورت میں مزارع (کاشکار) اور مالک دونوں پر عُشر واجب ہو گا۔ اصول یہ ہے کہ زمین کی پیداوار جس کے گھر میں آئیگی اس کے ذمہ عُشر بھی واجب ہو گا۔ مزارع (کاشتکار) کے حصہ میں جتنی پیداوار آئے اس کا عُشر اس کے ذمہ ہے، اور مالک کے حصہ میں جتنی جائے اس کا عُشر اس پر لازم ہے۔ البتہ اگر زمین اجارہ (یعنی کرائے پر) دی ہو تو اس صورت میں عُشر مستأجر (کاشکار) پر واجب ہے۔

مسئلہ نمبر 3

عُشر میں پیداوار کی جنس کی جگہ جنس کی قیمت بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر 4

عُشر قرض کے باوجود بھی لازم ہو تا ہے، جس جگہ عُشر لازم ہو جائے وہاں وجوب عُشر کے لئے قرض مانع نہیں ہے۔[1]

---

[1] فتاوی دار العلوم دیوبند

مسئلہ نمبر 5

عُشر تمام پیداوار پر لازم ہو گا۔ اس سے زمین کے اخراجات یعنی خرچہ منہا نہیں کیا جائے گا، بلکہ تمام پیداوار پر عُشر واجب ہو گا۔

مسئلہ نمبر 6

اگر کسی نے پھل پکنے سے پہلے ہی فصل کو بیچ دیا تو عُشر فصل کے خریدار پر واجب ہو گا۔

مسئلہ نمبر 7

شہد میں مطلقاً عُشر واجب ہے، پالتو مکھیوں کا شہد ہو یا جنگلی۔

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید حنفی

مسائل واحکام زکوٰۃ

(۱) حکم ربانی اٰتُوا الزَّکٰوۃَ

زکوٰۃ دیا کرو۔(سورہ البقرہ آیت ۴۳)

وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ

زکوٰۃ دیتے ہیں۔(سورہ النمل آیت ۳ و آیت ۴)

جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا گنہگار ہے۔ قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہو گا۔

(۱) حدیث: عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَ لَا فِضَّةٍ لَا یُؤَدِّی مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَّارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّم، فَيُكْوٰی بِهَا جَنْبُه، وجَبِينُه، وَ ظَهْرُهٗ، كُلَّمَا رُدَّتْ أُعِيْدَتْ لَهٗ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتّٰى يُقْضٰی بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰی سَبِيْلَهٗ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ، وَ إِمَّا إِلَى النَّارِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو، قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی

دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی اور جب ٹھنڈی ہو جائیں گی، پھر گرم کرلی جائیں گی۔ اور بتایا جائے گا اور پھر داغ دہا جائے گا۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا اور یہ دن جس روز ایسا کیا جائے گا اتنا بڑا ہو گا جس کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہو گی۔ یہاں تک کہ بندوں کا حساب و کتاب ختم ہو جائے گا اور جنت میں جانے والوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔
(بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

(۲) حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعُ لَهٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوِّقُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلَهْزِمَتَیْهِ یَعْنِیْ شِدْقَیْهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الْاٰیَة (بخاری۔ مشکوٰۃ ج ا حدیث ۱۶۸۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائے گا اور اس کی گردن میں لپٹ جائے گا۔ پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا: میں ہوں تیرا مال اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ
(ابنِ ماجہ۔ مشکوٰۃ شریف)

مسائلِ زکوٰۃ

مسئلہ (۱): جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے ساتت تولہ سونا ہو (یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر روپیہ ہو) اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ اور اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ (۲): کسی کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا۔ پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال مل گیا، تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ غرضیکہ جب سال کے اول و آخر میں مالدار ہو جائے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہ جائے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی۔

البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا۔[1]

مسئلہ (۳): کسی کے پاس آٹھ نو تولہ سونا تھا لیکن سال گزرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا پورا سال نہیں گزرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۴): کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہے۔ اور

---

[1] بہشتی زیور حصہ سوم ص ۲۱۷ مولفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

اتنے ہی روپوں کا وہ قرض دار ہے تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۵): اگر وہ اتنا قرض دار ہے کہ قرضہ ادا ہو کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ (۶): سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ چاہے پہنتی رہتی ہو یا بند رکھے ہوں اور کبھی نہ پہنتی ہو۔ غرضیکہ چاندی و سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۷): سونا چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو جیسے مثلاً چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے۔ پس جو حکم پیتل تانبے لوہے رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آئے گا وہی اس کا بھی حکم ہے۔

مسئلہ (۸): کسی کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار چاندی کی بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونا کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے نہ اتنے

سونے کے برابر توز کوٰۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۹): فرض کرو کہ موجودہ زمانہ میں سونا 2,14,600 روپے کا ایک تولہ ملتا ہے اور چاندی 2,450 روپے کی ایک تولہ ملتی ہے تو اس حساب سے ساڑھے سات تولہ سونے کی مالیت 16,09,500 روپے بنتی ہے جب کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت 1,28,625 روپے بنتی ہے۔ اس طرح موجود سونا اور چاندی کی مالیت اور تجارتی مال اگر موجود ہو اور نقد مالیت اگر موجود ہو تو ان چاروں کا میزانیہ مالیت اگر 1,28,625 روپے[1] کے برابر بن جائے تو اس موجودہ مالیت سے جو قرض ادا کرنا ہے وہ رقم نفی کر کے بقایا مالیت کی رقم چونکہ ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت 1,28,625 سے زیادہ مال بصورت سونا، چاندی، موجود نقدی و تجارتی مال موجود ہے، اس لیے زکوٰۃ چالیسواں حصہ (ڈھائی فی صد) جو بنتا ہے وہ نکالنا واجب ہے۔ اور اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے کم مالیت بنتی ہے توز کوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۰): جس شخص کے پاس اتنے روپیہ یا نوٹ موجود ہوں جن کی ساڑھے باون تولہ چاندی بازار کے بھاؤ کے مطابق آسکے اس پر زکوٰۃ

---

[1] پاکستانی کرنسی میں سونے چاندی کے ریٹ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۳ء

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

واجب ہو گی۔

مسئلہ (۱۱): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے پھر سال پورا ہو جانے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کریں گے بلکہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیں گے اور جب ان سو روپے کا سال پورا ہو جائے گا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہو گی اور ایسا سمجھیں گے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گزر گیا۔

مسئلہ (۱۲): کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آگیا یا نو دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ کیا جائے گا بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر کے زکوٰۃ کا حساب ہو گا پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جائے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہو گی۔[1]

مسئلہ (۱۳): سونے چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر تجارت و بیچنے کے لیے ہو تو دیکھو وہ اسباب کتنی مالیت کا ہے اور کتنا

1 بہشتی زیور حصہ سوم ص ۲۱۹ مولفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

ہے۔ اگر اس مال کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے تو جب سال گزر جائے تو اس سوداگری کے اسباب میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا مال یا نقدی نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر مال و اسباب تجارت کے لیے نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں چاہے (زیر استعمال جتنا مال ہو۔ اگر یہ ہزاروں یا لاکھوں روپے کا مال ہو تب بھی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۴): خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو اگر وہ سوداگری کا اسباب مال ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر وہ تجارت کے لیے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۵): کسی کے پاس دس پانچ گھر یا دکانیں ہیں ان کو کرایہ پر دیا ہوا ہے تو ان مکانوں یا دکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔

ایسے ہی اگر کسی نے برتن خرید لیے اور ان کو کرایہ پر دیا جاتا ہے تو اس مال پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ غرضیکہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۱۶): پہننے کے کپڑے جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ لیکن اگر ان میں سُچّا کام ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو

اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۷): اگر کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کی مالیت کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو واجب نہیں۔

مسئلہ (۱۸): سوداگری کا مال وہ کہلائے گا جس کو اسی ارادہ سے خریدا کہ فروخت کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کرنے کے ارادہ سے خریدا پھر بعد میں ارادہ ہو گیا کہ اس کو فروخت کر دیں تو اس سے یہ مال سوداگری میں شمار نہیں ہو گا اور اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

(۲) اور اگر یہ قرض یکمشت نہ وصول ہو تو جب اس میں گیارہ تولہ چاندی کی قیمت وصول ہو تب اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اور اگر گیارہ تولہ چاندی کے وزن کی مالیت کے برابر قیمت بھی متفرق ہی ہو کر

ملے تو جب بھی یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اور جب دیوے تو پوری سب برسوں کی زکوٰۃ دے دے۔

اور اگر اتنی مقدار سے کم رقم ہے تو اس پر اس مال کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۳) تیسری قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمہ مہر کی رقم واجب الادا تھی۔ جب ادا کرے گا تو اُسی دن سے زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہو گا۔ پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب سے شوہر نے مہر کی رقم بیوی کے حوالہ کر دی اس کے بعد اس پر سال گزر جائے تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مسئلہ (۲۰): اگر کوئی مال دار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گزر جانے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دے اور سال کے پورے ہو جانے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

مسئلہ (۲۱): مال دار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۲): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے اس نے پورے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے دے دی یہ بھی درست ہے

لیکن اگر سال پورا ہونے پر نصاب کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہو گیا۔

مسئلہ (۲۳): کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی وجہ سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہو گئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دے دیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینا پڑے گی۔

مسئلہ (۲۴): سال ختم ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہو گئی۔

مسئلہ (۲۵): کسی کے پاس دو سو روپے تھے ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایک سو روپے خیرات کر دیئے تو ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہو گئی فقط ایک سو کی زکوٰۃ دینی ہو گی۔[1]

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

مسئلہ (۱): جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا تجارتی سامان و اسباب ہو اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ اور اس کو زکوٰۃ

---

1 تلخیص بہشتی زیور حصہ سوم ص ۲۱۶ تا ۲۲۱ مولفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ

کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔

اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو تجارت کا مال و اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے۔ ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اگرچہ خود اس قسم کے مال دار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ (۲): جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارہ کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مسئلہ (۳): ضرورت سے زیائد سامان جو برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتا ہے اور روزہ مرّہ ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔

مسئلہ (۴): رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر اور گھر کی گھرستی جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں۔ اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہو گا چاہے جتنی قیمت کی ہو اس لیے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ اسی طرح پڑھے لکھے آدمی کے پاس اس کی زیرِ استعمال کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔

مسئلہ (۵): کسی کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتا ہے اور اس کی آمدنی سے گزر اوقات چلاتا ہے یا ایسی جائیداد ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح گزر بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ (٦): کسی کے پاس ایک لاکھ روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ایک لاکھ روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرض دار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ایک لاکھ روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں اگر اتنے بچیں جتنی مالیت میں زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اور اگر اس سے کم بچیں تو دنیا درست ہے۔

مثلاً چاندی کی قیمت رمضان ۱۴۴۴ھ (مارچ ۲۰۲۳ء) میں 2,100 روپے فی تولہ ہے۔ اس طرح ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت 1,10,250 روپے بنتی ہے۔ قرض کی رقم اگر اس سے زیادہ ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۷): ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا، سارا مال چوری ہو گیا یا

کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ ختم ہو گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ (۸): زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں مسلمان ہی کو دے۔ اور زکوٰۃ اور عُشر اور صدقہ فطر اور نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ (۹): مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ کی رقم دینا یا کسی لاوارث مُردہ کا گور و کفن کر دینا یا مُردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں رقم لگا دینا درست نہیں۔ جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

مسئلہ (۱۰): زکوٰۃ کی رقم ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پر دادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے ان کو دینا درست نہیں۔ اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے، پڑپوتے، نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو بھی دینا درست نہیں۔ ایسے ہی بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ (۱۱): مذکورہ بالا رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ جیسے بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپی، خالہ، ماموں، سوتلی

ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس، خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۲): نابالغ لڑکے کا باپ اگر مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا یا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مالدار نہیں لیکن ان کا باپ مالدار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۳): اگر چھوٹے بچے کا باپ تو مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۴): گھر کے نوکر چاکر، خدمت گار وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ لیکن ان کی تنخواہ میں نہ حساب کرے بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام و اکرام کے دے دے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔

مسئلہ (۱۵): ایک عورت پر مہر ادا کرنا شوہر کے ذمہ واجب الادا ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کر سکتا۔ تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگے گی تو اس کا شوہر ادا کر دے گا، کچھ تامل نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا وہ پیسہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۶): اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے۔ اگر بغیر تحقیق کیے دے دیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ

فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دے۔ لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو پھر زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

(تلخیص بہشتی زیور، حصہ سوم، زکوٰۃ کا بیان، مولفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

(۱) سال گزرنا سب میں شرط ہے۔

(۲) ایک قسم جانوروں کی جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے۔ اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) سال کے اکثر حصے میں اپنے منہ سے چر کے اکتفا کرتے ہیں۔ اور گھر میں اُن کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو۔ اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال اُن کو گھر میں کھڑے کر کے کھلایا جاتا ہو تو وہ سائمہ نہیں ہیں۔

اسی طرح اگر گھاس ان کے لئے گھر میں منگائی جاتی ہے وہ بقیمت یا بے قیمت تو وہ سائمہ نہیں ہیں۔

(۲) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لیے یا فربہ کرنے کے لیے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے ہوں بلکہ گوشت کے لیے یا سواری کے لیے تو پھر سائمہ نہ کہلائیں گے۔

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ (۱) سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرف ہے کہ وہ
(۱) اونٹ اونٹنی (۲) گائے بیل (۳) بھینس بھینسا (۴) بکرا بکری (۵) بھیڑ دنبہ ہو۔ جنگلی جانوروں پر جیسے ہرن وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہو گی۔

(۲) جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ماں ان کی دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے۔ اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مسئلہ (۲) جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کو تجارت کی نیت سے بیچ کر دیا جائے اس سال اُس کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اور جب سے اُس نے تجارت کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہو گا۔

مسئلہ (۳) جانوروں کے بچوں میں اگر وہ تنہا ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر اُن کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائے گا۔ اور سال پورا ہو جانے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ (۴) وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ (۵) گھوڑوں پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں تو زکوٰۃ ہے۔ یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین تولے چاندی (کی قیمت) دے دے۔ اور سب گھوڑوں کی قیمت لگا کر اسی قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے دے۔ گدھے اور خچر اگر تجارت کے لیے نہ ہوں، زکوٰۃ فرض نہیں۔[1]

گائے اور بھینس کا نصاب زکوٰۃ

گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں۔ دونوں کا نصاب بھی ایک ہے۔ دونوں کے شمار سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملالیں۔ مثلاً بیس گائے اور دس بھینس ہوں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کر لیں۔ مگر ان کی زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو۔ یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی، اگر بھینس زیادہ ہوں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی۔ اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں جو جانور کم قیمت کا ہو یا قسم ادنیٰ میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائے گا۔ پس ۳۰ گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نہ ہو یا مادہ تیس سے کم میں کچھ زکوٰۃ نہیں۔ اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں۔

---

1 بہشتی زیور ح ۱۱۔ از مولانا اشرف علی تھانویؒ

چالیس گائے یا بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر یا مادہ زکوٰۃ میں دے۔

اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ نہیں۔

ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیے جائیں گے۔ پھر جب ۶۰ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں سے ایک ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ اور جب ۸۰ ہو جائیں تو دو برس کے دو بچے۔ کیوں کہ اسی میں چالیس کے دو نصاب ہیں۔

اور ۹۰ تعداد ہو جائے تو ایک ایک برس کے تین بچے دیے جائیں گے اور تعداد ۱۰۰ ہو جائے تو دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا زکوٰۃ میں دیا جائے گا۔ کیوں کہ ۱۰۰ میں دو نصاب تیس تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے۔

ہاں جہاں دو نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں۔ مثلاً ۱۲۰ تعداد میں چار نصاب تیس کے ہیں اور تین نصاب ۴۰ کے۔ پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک ایک برس کے چار بچے دیں، خواہ چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو دو برس کے تین بچے زکوٰۃ میں دیں۔[1]

---

1 بہشتی زیور ح ۱۱، از مولانا اشرف علی تھانویؒ

اونٹوں کی زکوٰۃ کا نصاب

جن احباب نے ڈیری فارم یا مویشی فارم یا مویشی ڈیرے بنائے ہوئے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ (۱) یاد رکھو کہ پانچ (۵) میں زکوٰۃ فرض ہے، اس سے کم میں نہیں۔

مسئلہ (۲) ۵ اونٹ میں زکوٰۃ ایک بکری

۱۰ اونٹ میں زکوٰۃ ۲ بکری

۱۵ اونٹ میں زکوٰۃ ۳ بکری

۲۰ اونٹ میں زکوٰۃ ۴ بکری

۲۵ اونٹ میں زکوٰۃ ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو

۲۶ اونٹ سے ۳۵ اونٹ تک کچھ نہیں

۳۶ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو

۳۷ اونٹ سے ۶۰ اونٹ تک کچھ نہیں

۶۱ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں سال شروع ہو

۶۲ اونٹ سے ۷۵ اونٹ تک کچھ نہیں

۷۶ اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو۔

۷۷ اونٹ سے ۹۰ اونٹ تک کچھ نہیں

۹۱ اونٹ سے دو ایسی اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو۔

۹۲ اونٹ سے ۱۲۰ تک کچھ نہیں

۱۲۰ اونٹ سے زیادہ ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا۔

یعنی اگر ۱۲۰ سے ۴ اونٹ زیادہ ہوں تو ان میں کچھ نہیں۔ اگر ۵ تک مزید اضافہ ہو جائے تو اس طرح ہر ۵ میں ایک بکری اور دو اونٹنیاں جن کو چوتھا سال شروع ہو جائے۔ اسی طرح ہر ۵ میں ایک بکری بڑھتی جائے گی۔ ۱۴ تک اور ۱۴۵ ہو جائیں تو ایک ایک دوسرے سال والی اونٹنی اور دو تین برس والی ۱۴۹ تک جب ۱۵۰ ہو جائیں تو تین اونٹنیاں چوتھے برس والی واجب ہوں گی۔

جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو پھر نئے سرے سے حساب ہو گا۔ یعنی ۵ اونٹوں میں ۲۵ تک فی پانچ اونٹ ایک بکری ۳ چھوٹے برس والی اونٹنی کے ساتھ۔ آگے کی تفصیل بہشتی زیور ح ۱۱ میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ (۳) اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہیے۔ البتہ اگر نر قیمت میں برابر ہو، درست ہے۔

بکری بھیڑ کا نصاب زکوٰۃ

جن احباب نے بکری بھیڑ کے فارم اور ڈیرے بنائے ہوئے ہیں وہ نصاب زکوٰۃ کا علم حاصل کرنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ (۱) زکوٰۃ کے بارے میں بھیڑ بکری سب یکساں ہیں۔ خواہ

بھیڑ دمدار ہو جس کو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو، اگر دونوں کا نصاب الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ ساتھ دی جائے گی۔ اور مجموعہ ایک نصاب ہو گا۔ اور اگر ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے۔ تب بھی دونوں کو ملالیں گے اور جو زیادہ ہو گا زکوٰۃ میں وہی دیا جائے گا۔

اور اگر بکرا یا بھیڑ یعنی بکرا بکری اور دنبہ و بھیڑ برابر ہوں تو اختیار ہے۔

مسئلہ (۲) چالیس بکری یا بھیڑ سے کم ہوں تو زکوٰۃ نہیں۔

چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ زکوٰۃ میں دیں۔

چالیس بکری یا بھیڑ کے بعد ایک سو بیس تک زاید میں کچھ نہیں۔

پھر ۱۲۱ میں دو بھیڑ یا بکریاں زکوٰۃ دیں۔

پھر ۱۲۲ سے ۲۰۰ تک زاید میں کچھ نہیں۔

پھر ۲۰۱ میں سے ۳ بھیڑ یا بکریاں زکوٰۃ میں دیں۔

پھر ۳۹۹ تک زاید میں کچھ نہیں۔

پھر ۴۰۰ میں چار بکریاں یا بھیڑیں زکوٰۃ دیں۔

پھر ۴۰۰ سے زیادہ میں ہر ۱۰۰ میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہو گی۔ ۱۰۰ سے کم میں کچھ نہیں۔ یعنی ۴۰۰ کے بعد ہر ۱۰۰ پورا ہونے پر ایک بکری یا بھیڑ زکوٰۃ میں دینی ہو گی۔

مسئلہ (۳) بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نرمادہ کی قید نہیں۔ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہو خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ (۱) اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد بغیر زکوٰۃ نکالے فوت ہو جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی۔

مسئلہ (۲) ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کے تہائی مال میں سے لے لی جائے گی۔ گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دے دیں، لے لیا جائے گا۔

مسئلہ (۳) اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ ایک مال کی نہ دینا پڑے گی۔

ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا۔ اور دائن کو زکوٰۃ پڑے گی۔

کیوں کہ زکوٰۃ مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوئی۔

مسئلہ (۴) فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت مستحب ہے جب کہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل و عیال کی ضروتوں سے زائد ہو، ورنہ مکروہ ہے۔ اسی طرح اپنا مال کل صدقہ میں دینا بھی مکروہ ہے۔ ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت پہ یقین جانتا ہو اور

اہل وعیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

مسئلہ (۵) اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ قابل خدمت ہے اور قابل مواسنت ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہو گا۔[1]

اللہ تعالیٰ اپنی رضا عطا فرمائیں۔ اور سب مسلمانوں کو اس پر آخری سانس تک عمل کی توفیق نصیب کریں۔ آمین بِجَاہِ النَّبِیِّ الکَرِیْم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادم اہلسنّت

عبدالوحید الحنفی چکوال

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ ۲ اپریل ۲۰۲۳ء بروز اتوار

☆☆☆☆

النور مینجمنٹ
چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.alnoors.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لیے، نیز ہر قسم کے اشتہارات اور ایڈورٹائزنگ کے لیے رجوع کریں

1 بہشتی زیور ح ۱۱، از مولانا اشرف علی تھانویؒ

خدامِ اہلِ سنت کی دعا

از قلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ محرم الحرام ۱۲۹۳ھ...... 6 فروری 1973ء)

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے ۔۔۔ خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں ۔۔۔ رسول اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو ۔۔۔ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں ۔۔۔ وہ ازواجِؓ نبی پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو ۔۔۔ تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا ۔۔۔ انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں ۔۔۔ کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے "کُنْ" کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل ۔۔۔ عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو ۔۔۔ مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی ۔۔۔ رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے ۔۔۔ تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلمان وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم ۔۔۔ ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمت سے مظہرؔ ناداں

تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

ے الحمدللہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

صداقت اہلسنت والجماعت پر
محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات

ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ
کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وزٹ کریں:
www.alhanfi.com